# دِہاڑی پر کام کرنا اور گھنٹے معین نہ کرنا



ریفرینس نمبر: Pin 6395

تاریخ: 19-12-2019

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس بارے میں کہ منڈی میں صبح چار بجے سے لے کر گیارہ بجے تک کام ہوتا ہے۔ زید نے اپنے مال کی بابت عمرو سے کہا کہ میں تمہیں دِہاڑی پانچ سو روپے دوں گا، آپ میرا یہ مال بیچ دو۔ اب وہ مال بکے یا نہ بکے یہ نفع و نقصان مالک (زید) کا ہی ہو گا، الغرض زید نے یہ نہیں کہا کہ چار سے دس یا چار سے گیارہ بجے تک مال بیچنا ہے، بلکہ صرف یہ کہا کہ تمہیں دِہاڑی پانچ سو روپے دوں گا اور آپ نے میرا یہ مال بیچنا ہے اور دِہاڑی کے بارے میں معروف یہی ہے کہ منڈی کا ٹائم چار بجے سے لے کر دس، گیارہ بجے تک ہوتا ہے۔ پوچھنا یہ ہے کہ اس اجارے میں گھنٹے وغیرہ متعین نہیں کیے کہ کب سے کب تک کا اجارہ ہے، تو اس طرح گھنٹے مقرر کیے بغیر اجارہ کرنے میں کوئی حرج تو نہیں ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

پوچھی گئی صورت میں زید اور عمرو کا مذکورہ طریقہ کار کے مطابق عقدِ اجارہ کرنا شرعاً جائز ہے۔ فقط گھنٹوں کو بیان نہ کرنے کی وجہ سے اجارے کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ تفصیل اس مسئلہ کی یوں ہے کہ زید اور عمرو کے درمیان طے پانے والا اجارہ وقت کا ہے، کیونکہ عقدِ اجارہ میں اگر وقت اور کام میں سے کسی ایک کو پہلے ذکر کر کے اس کے ساتھ اجرت بیان کر دی جائے، تو اجارہ اسی پر منعقد ہوتا ہے۔ اب پوچھی گئی صورت میں بھی چونکہ زید نے اولاً وقت (دِہاڑی) کو ذکر کر کے اس کے ساتھ اجرت (پانچ سو) بیان کر دی ہے، لہٰذا یہ اجارہ بھی وقت کا ہوا۔ نیز سوال میں بیان کی گئی وضاحت "مال بکے یا نہ بکے یہ نفع و نقصان زید کا ہی ہو گا" بھی اس بات پہ واضح دلیل ہے کہ یہ اجارہ وقت کا ہے، کیونکہ کام کے اجارے میں کام کرنا ضروری ہوتا ہے، فقط ٹائم دینے سے اجیر اجرت کا مستحق نہیں ہوتا۔

پھر وقت کے اجارے میں دیگر شرائط کے ساتھ وقتِ اجارہ کی تفصیل (یعنی ملازم کب سے کب تک کام کرے گا) بیان کرنا بھی ضروری ہوتا ہے، تاکہ بعد میں اجیر (ملازم) اور مستاجِر (ملازم رکھنے والا) کے درمیان کسی قسم کا جھگڑا واقع نہ ہو، کیونکہ اجارے وغیرہ میں باعثِ نزاع (جھگڑا) جہالت عقد کو ہی فاسد کر دیتی ہے، البتہ اگر عقد میں تو وقتِ اجارہ کی تفصیل بیان نہ کی، لیکن وہاں عرف میں اجیروں کے کام کرنے کا وقت مقرر ہو، تو عقد میں صراحتاً وقت کی تفصیل بیان نہ کرنے کے باوجود بھی

عقدِ اجارہ درست ہوتا ہے اور اجیر پر اسی عرف کے مطابق کام کرنا لازم ہوتا ہے، کیونکہ عرف میں جو چیز متعین ہو، تو گویا وہ ایسے ہی ہے، جیسے عقد میں اسے صراحتاً بیان کر دیا گیا ہو۔ اب پوچھی گئی صورت میں بھی چونکہ اس منڈی میں کام کرنے کا عرف صبح چار بجے سے لے کر گیارہ بجے تک مقرر ہے، لہٰذا گھنٹوں کو بیان نہ کرنے کے باوجود عقدِ اجارہ درست ہوگا اور اجیر پر اسی عرف کے مطابق کام کرنا ضروری ہوگا۔

وقت اور کام میں سے کسی ایک کو پہلے ذکر کر کے اس کے ساتھ اجرت بیان کر دی جائے، تو اجارہ اسی پر منعقد ہوتا ہے۔ چنانچہ محیط برہانی میں ہے: ”الفتوی علی قول ابي حنيفة علی الفساد سواء ابتدا بذکر المدة او بذکر العمل اذا لم يتم العقد علی المذکور اولاً بان لم يذکر الاجر معه، فاما اذا تم العقد علی المذکور اولاً بان ذکر الاجر معه، ثم ذکر الثاني لا يفسد العقد عند ابي حنيفة سواء ابتدا بذکر العمل او بذکر المدة، وصورة ذلک اذا قال للخباز: استاجرتک اليوم بدرهم علی ان تخبز لي کذا، او قال: استاجرتک علی ان تخبز لي کذا بدرهم اليوم، فهذه الاجارة جائزة عند ابي حنيفة في الوجهين جميعاً، ولو قال: استاجرتک اليوم علی ان تخبز لي کذا بدرهم، او قال: استاجرتک علی ان تخبز اليوم کذا بدرهم فهذه الاجارة عند ابي حنيفة لا تجوز في الوجهين جميعاً، وهذا لانه اذا لم يذکر الاجر مع الاول وانما ذکر الاجر بعد ذکرهما فقد قابل الاجر تين کل واحد منهما يصلح معقوداً عليه وليس احدهما باولی من الآخر، فکان المعقود عليه مجهولاً يفسد العقد عنده، واما اذا ذکر الاجر مع الاول، فقد تم العقد وتعين الاول مراداً من العقد بتمام العقد فالثاني لا يصلح من اجماله، ويکون ذکر الثاني اما لتعيين العمل او للتعجيل فلا يفسد العقد عنده“ ترجمہ: (اگر عقدِ اجارہ میں وقت اور کام دونوں کو جمع کیا جائے، تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اجارہ فاسد ہے اور) اجارہ فاسد ہونے میں فتوی امام اعظم علیہ الرحمۃ کے قول پر ہے اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ وقت کا ذکر پہلے ہو یا کام کا (بہر صورت اجارہ فاسد ہے اور اجارہ اس وقت فاسد ہوگا) جبکہ وقت اور کام دونوں میں سے جسے بھی پہلے ذکر کیا جائے، اس پر عقد تام نہ ہوا ہو، بایں طور کہ اس کے ساتھ اجرت کو ذکر نہ کیا جائے۔ بہر حال جب ان دونوں میں سے جسے پہلے ذکر کیا گیا، اس پر عقد تام ہو گیا بایں طور کہ اس کے ساتھ اجرت کو بھی ذکر کر دیا، پھر اس کے بعد دوسرے کو ذکر کیا، تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عقدِ اجارہ فاسد نہیں ہوگا۔ اب اس میں کوئی فرق نہیں کہ پہلے وقت کو ذکر کیا ہو یا کام کو (بہر صورت عقد درست ہوگا)۔ اس کی صورت یہ ہے کہ جب کسی نے نانبائی سے یوں کہا: میں نے تمہیں آج کے دن ایک درہم کے بدلے میں ملازم رکھا اس طور پر کہ تو میرے لئے اتنی روٹیاں لگا دے یا پھر اس طرح کہا: میں نے تمہیں اتنی روٹیاں لگانے پر ایک درہم کے بدلے میں آج نوکر رکھا۔ پس امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دونوں صورتوں میں یہ اجارہ جائز ہے اور اگر یوں کہا کہ میں نے تمہیں آج کے دن کے لئے اجیر رکھا کہ

تو مجھے اتنی روٹیاں لگا دے ایک درہم کے بدلے میں، یا یوں کہا: میں نے تمہیں اتنی روٹیاں لگانے پر آج کے دن کے لئے ایک درہم کے بدلے میں اجیر رکھا، تو ان دونوں صورتوں میں اجارہ فاسد ہے، کیونکہ اس نے پہلے کے ساتھ اجرت کا ذکر نہیں کیا، بلکہ وقت اور کام دونوں کو ذکر کرنے کے بعد اجرت کو ذکر کیا، گویا دونوں میں سے ہر ایک کے بدلے میں ایک ہی اجرت کو ذکر کیا اور یہ دونوں معقود علیہ بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور ان دونوں میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے کی کوئی وجہ نہیں، لہذا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک معقود علیہ مجہول ہونے کی وجہ سے اجارہ فاسد ہو جائے گا۔ بہر حال (پہلی دو صورتوں میں اجارہ درست ہونے کی وجہ یہ ہے کہ) جب اس نے پہلے ایک کو ذکر کرنے کے ساتھ اجرت بھی بیان کر دی، تو عقد تام ہو گیا اور وہی معقود علیہ بھی متعین ہو گیا۔ پس دوسرے کا ذکر یا تو کام کی تعیین کے لئے ہو گا (یعنی کام کا تذکرہ اس لئے ہو گا کہ اجارہ اس کام پر ہوا ہے) یا پھر اس سے کام کی تعجیل مقصود ہو گی (یعنی دن کا تذکرہ اس لئے ہو گا تا کہ اجیر جلدی جلدی کام کرے۔)

**(محیط برھانی، کتاب الاجارات، الفصل السادس، ج9، ص124، مطبوعہ، کوئٹہ)**

عقدِ اجارہ میں معروف و متعین چیز کو ذکر نہ کیا جائے، تب بھی اجارہ درست ہوتا۔ چنانچہ محیطِ برہانی میں ہے: "والمعروف فیمابین الناس کالمشروط وبھذا اجازت الاجارۃ" ترجمہ: اور لوگوں کے مابین کسی چیز کا معروف ہونا ایسے ہی ہے، جیسے اسے شرط قرار دیا گیا ہو اور اسی عرف کے سبب اجارہ جائز ہو جاتا ہے۔

**(محیطِ برھانی، کتاب المکاتب، الفصل الثالث، ج4، ص297، مطبوعہ کوئٹہ)**

اور اجیر پر عرف کے مطابق کام کرنا لازم ہوتا ہے۔ چنانچہ فتاوی قاضی خان اور فتاوی ہندیہ میں ہے: واللفظ للھندیۃ: "رجل استاجر اجیرا یوما، لیعمل لہ کذا قالوا: ان کان العرف بینھم انھم یعملون من طلوع الشمس الی العصر فھو علی ذلک وان کان العرف انھم یعملون من طلوع الشمس الی غروب الشمس فھو علی ذلک وان کان العرف مشترکا فھو علی طلوع الشمس الی غروبھا اعتبار الذکر الیوم" ترجمہ: ایک شخص نے ایک دن کے لئے مزدور رکھا، تا کہ وہ مستاجِر (اجیر رکھنے والے) کا کام کرے، فقہاء نے فرمایا: اگر مزدوروں کا عرف یہ ہو کہ وہ طلوعِ آفتاب سے لے کر عصر تک کام کرتے ہیں، تو اجارہ اسی پر منعقد ہو گا اور اگر عرف یہ ہو کہ وہ طلوعِ آفتاب سے لے کر غروبِ آفتاب تک کام کرتے ہیں، تو اسی پر اجارہ منعقد ہو گا اور اگر عرف مشترک ہو، تو لفظِ "یوم" کا اعتبار کرتے ہوئے طلوعِ آفتاب سے لے کر غروبِ آفتاب تک اجارہ ہو گا۔

**(فتاوی ھندیہ، کتاب الاجارہ، الباب الثالث فی الاوقات، ج4، ص468، مطبوعہ کراچی)**

اسی بارے میں صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: "ایک دن کے لیے مزدور رکھا، تو کس وقت سے کس وقت تک کام کرے گا؟ اس کے متعلق وہاں کا عرف دیکھا جائے گا، اگر عرف یہ ہے کہ طلوعِ آفتاب سے

غروب تک کام کرے، تو اس کو بھی کرنا ہو گا اور اگر عرف یہ ہے کہ طلوعِ آفتاب سے عصر تک کام کرے، تو یہ لیا جائے گا اور اگر دونوں قسم کا رواج ہے، تو غروب تک کام کرنا ہو گا، کیونکہ اجارہ میں دن کہا ہے اور دن غروب پر ختم ہوتا ہے۔ ہندوستان میں اس کے متعلق مختلف قسم کے عرف ہیں۔ معماروں (تعمیراتی کام کرنے والوں) کے متعلق یہ عرف ہے کہ انہیں بارہ بجے سے دو بجے تک دو گھنٹے کی کھانے کے لیے اور کچھ تھوڑی دیر آرام کرنے کے لیے چھٹی دی جاتی ہے اور اسی وقت میں جو ان میں نمازی ہوتے ہیں، نماز بھی پڑھ لیتے ہیں اور شام کو غروبِ آفتاب پر یا اس سے کچھ قبل کام ختم کیا جاتا ہے اور صبح کو گھنٹا پون گھنٹا دن نکلنے کے بعد کام شروع ہوتا ہے۔ بالجملہ مزدوروں کے کام کے اوقات وہی ہوں گے، جو وہاں کا عرف ہے۔"

**(بہارِ شریعت، ج3، ص143، مطبوعہ، مکتبۃ المدینہ)**

اس مسئلے کی نظائر اجارے کے دیگر وہ مسائل بھی ہیں، جن میں نفسِ عقد میں تو باعثِ نزاع جہالت موجود ہے، لیکن اس کے باوجود عرف کی وجہ سے ان کے جواز پر فتوی ہے۔ مثلاً کسی شخص نے دوسرے کو ایک مہینہ خدمت کے لئے ملازم رکھا اور خدمت کی تفصیل بیان نہ کی، تو اگرچہ یہاں عقد میں جہالت موجود ہے، اس کے باوجود عرف کی وجہ سے یہ اجارہ درست اور اجیر پر عرف کے مطابق خدمت کرنا واجب ہے۔ یونہی زمین کرائے پہ لی اور یہ بیان نہیں کیا کہ اس میں کھیتی اگائے یا کچھ اور، نیز اگر کھیتی اگائے گا، تو کون سی۔ اس عقد میں بھی باعثِ نزاع جہالت موجود ہے، لیکن جہاں اس طرح تفصیل بیان کرنے کا عرف نہ ہو اور مستاجر کو ہر طرح کی کھیتی اگانے کا اختیار ہو، تو وہاں نفسِ عقد میں جہالت کے باوجود یہ اجارہ درست ہے۔ اور اس کے علاوہ اور بہت سے مسائل جو کتبِ فقہ و فتاوی وغیرہ میں موجود ہیں۔

خدمت والے مسئلے کی علت محیطِ برہانی میں یوں بیان کی گئی ہے: "ان اعمال الخدمة معلومة فيما بين الناس عرفاً والمعروف فيما بين الناس كالمشروط وبهذا جازت الاجارة وان لم يبين نوع الخدمة وينصرف مطلق اسم الخدمة الى ما يعتاد خدمة فيما بين الناس في البيت وخارج البيت" ترجمہ: بیشک خدمت کے کام جو لوگوں میں رائج ہیں، وہ معلوم ہیں اور لوگوں کے مابین کسی چیز کا معروف ہونا ایسے ہی ہے، جیسے اسے شرط قرار دیا گیا ہو۔ اسی کے سبب اجارہ جائز ہو جائے گا، اگرچہ خدمت کی تفصیل نہ بیان کی ہو اور مطلق خدمت کو لوگوں کے مابین گھر میں یا گھر سے باہر لی جانے والی معروف خدمت کی طرف پھیرا جائے گا۔

**(محیطِ برھانی، کتاب المکاتب، الفصل الثالث، ج4، ص297، مطبوعہ کوئٹہ)**

تنویر الابصار مع درمختار میں ہے: "استاجر ارضا ولم يذكر انه يزرعها او اى شيء يزرعها) فسدت الا ان يعمم" ترجمہ: زمین کرائے پر لی اور یہ بیان نہیں کیا کہ اس میں کھیتی اگائے گا یا کون سی کھیتی اگائے گا، تو اجارہ فاسد ہو جائے، مگر جب اس میں عموم بیان کر دے۔ **(تنویر الابصار مع درمختار، کتاب الاجارہ، ج9، ص102، مطبوعہ پشاور)**

اس کے تحت جدالممتار میں ہے: "اقول: وجه الفساد كما اشار اليه الشارح فيما سلف وبينه المحشي: هو

الجھالة المفضية الی المنازعة في عقد المعاوضة، فان من الزرع ما ینفع الارض ومنه ما یضرھا)، فحیث کان العرف عدم النزاع والاتفاق علی ان للمستاجر ان یزرع ما شاء کما في بلادنا، فانھم ربما لا یذکرون ما یزرع ولا یعممون وانما یرسلون ارسالا، ثم لا یقع التنازع في ذلک قط ویعتقدون جمیعا ان الزراع بالخیار، فالذی یظھر للعبد الضعیف: انه لا حاجة الی بیان ولا تعمیم حیث الحال ھکذا ویصح العقد ابتداء، لان المعروف کالمشروط، فالاطلاق کالتعمیم "ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ فساد کی وجہ جس کی طرف پہلے شارح نے اشارہ کیا ہے اور اسے محشی نے بھی بیان کیا ہے، وہ ایسی جہالت ہے، جو عقدِ معاوضہ میں جھگڑے کی طرف لے جائے، کیونکہ بعض کھیتیاں زمین کے لئے مفید ہوتی ہیں اور بعض نقصان دہ۔ پس جہاں جھگڑا نہ ہونے کا عرف ہو اور عقدِ اجارہ کرنے والے اس بات پہ متفق ہوں کہ زمین کرائے پہ لینے والا جو کھیتی چاہے، اگائے جیسا کہ ہمارے بلاد میں ہے کہ بسا اوقات وہ کھیتی کی تفصیل بیان نہیں کرتے، نہ ہی تعمیم بیان کرتے ہیں بلکہ ویسے ہی زمین دے دیتے ہیں، اس کے باوجود کبھی جھگڑا واقع نہیں ہوتا اور وہ دونوں متفق ہوتے ہیں کہ مستاجر کو اختیار ہو گا (جو کھیتی چاہے، اگائے) تو اس بندہ ضعیف پر یہ بات ظاہر ہوئی ہے کہ اجارے میں کھیتی کی تفصیل اور اس طرح عموم بیان کرنے کی حاجت نہیں اور ابتداءً عقد درست ہو گا، کیونکہ معروف چیز مشروط کی طرح ہوتی ہے، پس عقد کو مطلق رکھنا اس میں عموم بیان کرنے کی طرح ہی ہے۔ (جد الممتار، ج6، ص286، مطبوعہ، مکتبۃ المدینہ)

**واللہ اعلم** عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

**کتبـــــــــــہ**

**مفتی محمد قاسم عطاری**

21 ربیع الثانی 1441ھ 19 دسمبر 2019ء



نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جا سکتی ہے